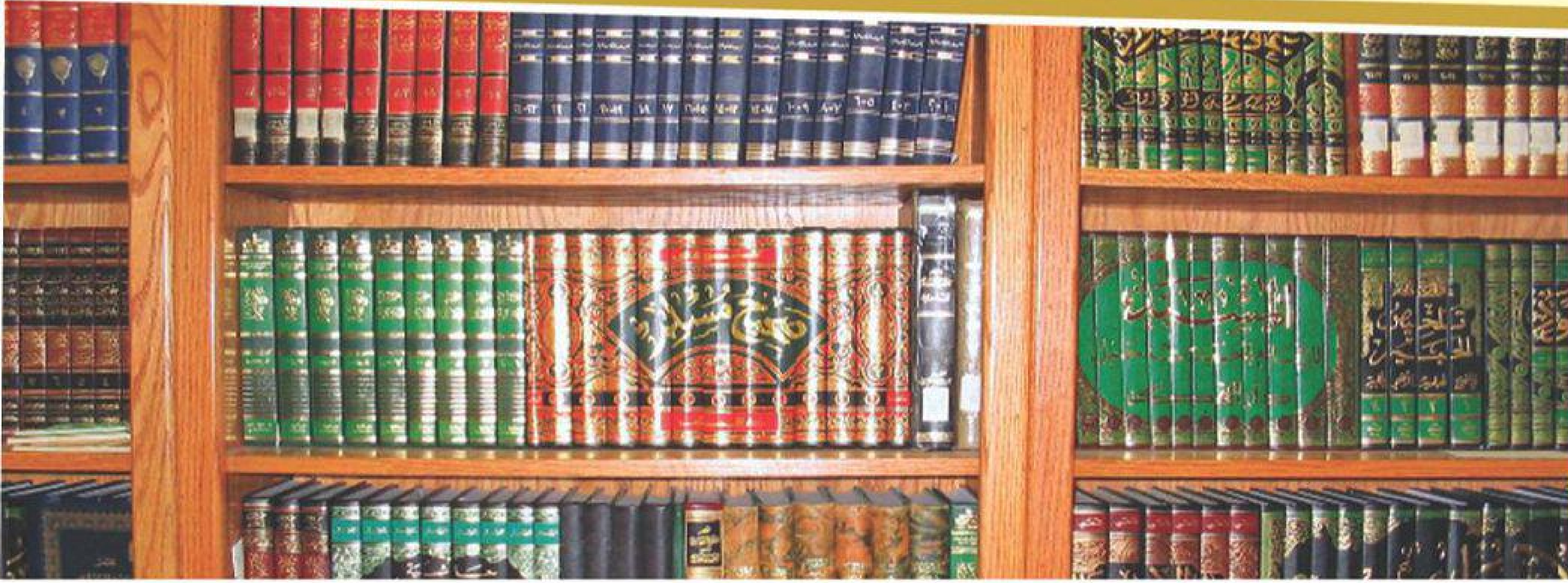
نمبر:49

# امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ بحیثیت محقق



مئولف:
ڈاکٹر محمد مرسلین ناگپوری

(یہ مضمون ماہنامہ جہانِ رضا اگست لاہور پاکستان 2016 میں شائع ہو گیا ہے)

باہتمام:
راشد انصاری قادری رضوی

فیضانِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ کراچی پاکستان

# امام احمد رضا بہ حیثیت محقق

از: ڈاکٹر محمد مرسلین ناگپوری

امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی تعریف کی محتاج نہیں۔ آپ کی ذاتِ گرامی اور آپ کے علوم وفنون کا اندازہ اسی بات سے کیا جاسکتا ہے کہ آج ساری دنیا میں آپ کے کارناموں پر ڈاکٹریٹ (Ph-D) کی ڈگریاں حاصل کی جارہی ہیں۔
آپ نے جس عنوان پر قلم اٹھایا اس کا حق ادا کر دیا۔ اسی لئے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ امام احمد رضا کے فتاویٰ اور تصانیف میں کثرت دلائل سے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے امام احمد رضا کو چودہ سوسالہ تمام پرانی کتابیں حفظ تھیں۔ سینکڑوں مسائل ایسے ہیں جن پر علماء متقدمین نے قلم اٹھا کر اپنی لاعلمی ظاہر کی، یا کسی مصلحت کی بناء پر یا احتیاط کی بناء پر ادھورا چھوڑ دیا جس کو فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مکمل کیا۔

سینکڑوں مسائل ایسے ہیں جن پر صدیوں سے اختلاف رہا ہے مگر فاضل بریلوی نے بڑی ہی آسانی سے اس اختلاف کو دور کر دیا، اور ہر کسی کے اقوال کو اپنی جگہ صحیح ثابت کر دیا اور کسی کی ذات پر آنچ بھی نہ آنے دی۔ فاضل بریلوی میں ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ علم کا اتنا بڑا ذخیرہ اپنے پاس موجود ہونے کے باوجود کبھی اپنی برتری ظاہر نہ کی۔ اگر کوئی ایسا مسئلہ درپیش آجاتا جس کو علماء متقدمین حل نہ کر سکے اور فاضل بریلوی اس کو حل کر سکتے تو ایسے مقالات پر وہ تطفل کا عنوان دیتے ہیں جس کے معنیٰ ہیں ''بچوں والی بات'' تاکہ قاری کو گستاخی کا وہم بھی پیدا نہ ہو۔

فاضل بریلوی نے سینکڑوں جگہ اکابر فقہاء کرام کے تسامحات پر تنبیہ کی ہے مگر کیا مجال کہ بے ادبی یا تنقیص کا کوئی کلمہ نوکِ قلم پر لائیں یا اپنی برتری کا اظہار کریں۔ اس طرح

کے ڈھیر سارے مسائل ہیں جن کو علماء قدیم نے ادھورا چھوڑا، مگر فاضل بریلوی نے نہایت ہی آسانی سے ان کو حل کر دیا۔

ذیل میں چند واقعات پیش کئے جارہے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مجدد ہونے کا حق ادا کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ فاضل بریلوی کو ''مجدد اعظم'' کہا جاتا ہے۔ جس نے ہر محاذ پر گستاخِ رسول کا قلع قمع کیا اور علماء حق کو سینے سے لگایا۔ فاضل بریلوی کے بارے میں صرف اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ ہم تمام مسلمانانِ اہلسنت کے لئے خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ایک نہایت ہی انمول تحفہ ہے۔

## علامہ شامی اور امام احمد رضا

قرآن پاک افضل ہے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم؟ اس بارے میں علامہ شامی نے فرمایا: ''یہ مسئلہ اختلافی ہے اور احتیاط یہ ہے کہ توقف کیا جائے۔'' اس پر امام احمد رضا بریلوی نے شامی کے حاشیہ ''جد الممتار'' میں فرمایا:

''توقف کی حاجت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میرے نزدیک مسئلہ واضح ہے، کیونکہ اگر قرآن سے مراد مصحف ہو یعنی کاغذ اور سیاہی، تو اس میں شک نہیں کہ وہ حادث اور مخلوق ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مخلوق سے افضل ہیں۔ اور اگر قرآن سے مراد اللہ تعالیٰ کا کلام ہو، جو اس کی صفت ہے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی صفات تمام مخلوقات سے افضل ہیں، جو چیز اللہ تعالیٰ کا غیر ہے، وہ اس صفت کے مساوی کیسے ہو سکتی ہے، جو اس کا غیر نہیں ہے۔ اس بیان سے ہر دو قول میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے، جن حضرات نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل قرار دیا ہے انہوں نے قرآن سے مراد مصحف لیا ہے، اور ظاہر ہے کہ وہ مخلوق ہے کیونکہ وہ کاغذ اور سیاہی کا مجموعہ ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ہر ایک سے افضل ہیں۔''

(امام احمد رضا، جد الممتار/ جلد:۱/ص:۱۱۹)

## مُلّا علی قاری اور امام احمد رضا

حضرت محبوبِ الٰہی رضی اللہ عنہ کا لقب زر بخش ہے۔ حضرت کی بخشش کی یہ حالت تھی کہ بادشاہ کے یہاں سے خوان، بڑے بڑے جواہرات کے لاکر رکھے گئے۔ ایک صاحب حاضر تھے، انہوں نے عرض کی الھدایہ مشترکہ (کہ ہدیے حاضرین میں مشترک ہونے چاہئیں) مطلب یہ تھا کہ کچھ ہمیں بھی عنایت ہو۔ ارشاد فرمایا: اما تنہا خوشتر (تنہا کو مل جائیں تو اور بھی اچھا) یہ فرما کر سب انہیں دے دیئے۔

حضرت سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کے پاس ہارون رشید نے روپے اشرفیوں کے خوان بھیجے۔ ایک صاحب نے عرض کی الھدایہ مشترکہ۔ ارشاد فرمایا: بہ امثال فراکہ (میوہ جات) کے لئے ہے کہ جو ہدیہ پیش کیا جائے وہ تمام حاضرین میں مشترک ہوتا ہے ان کے سوا اور چیزوں کا یہ حکم نہیں۔ ان دونوں واقعات کو لکھ کر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اعتراض کیا کہ دونوں کا جواب آپس میں موافق نہیں۔ لیکن فاضل بریلوی نے اس کے حاشیہ پر یہ جواب لکھا کہ:

''امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ مقام تشریع میں تھے، ان کے افعال واقوال و احوال یہاں تک کہ ان کی ایک ایک وضع سے استدلال کیا جاتا ہے، اور محبوبِ الٰہی رضی اللہ عنہ مقام تبل میں تھے ان کا مرتبہ ان کے مرتبہ سے علیحدہ ہے یہاں غیر سے بالکل انقطاع بخلاف اس کے ان کا ایک ایک فعل بلکہ ان کی پوشش تک حجت ہوتی ہے ان کے تمام حالات منقول ہوتے ہیں۔''

اس مسئلہ کو آسانی سے سمجھانے کے لئے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کا ایک اور واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ، کتبِ فقہ میں ہے کہ:

''ایک مرتبہ آپ یوم الشک میں یعنی جس روز شبہ ہو کہ، وہ رمضان کی پہلی یا شعبان کی تیس، آپ بعد ضحوہ کبریٰ کے بازار میں تشریف لائے اور فرمایا:

"روزہ کھول دو۔" اس وقت کی وضع منقول ہے کہ سیاہ گھوڑے پر سوار تھے، لباس بھی سیاہ تھا اور سیاہ عمامہ باندھے تھے۔ غرضکہ سوائے ریش مبارک کے کوئی چیز سفید نہ تھی۔"

اس سے یہ مسئلہ استنباط کیا گیا کہ سواد (سیاہ رنگ) کا پہننا جائز۔ ایک صاحب نے سوال کیا آپکا روزہ ہے یانہیں؟ چپکے سے کان میں فرمایا: "انا صائم" میں روزے سے ہوں۔" اس سے یہ مسئلہ نکلا کہ مفتی خود یوم الشک میں روزہ رکھے اور عوام کو نہ رکھنے کا حکم دے۔ غرضکہ حاصل جواب یہ ہے کہ آپ نے ان دونوں صاحبوں کے مراتب میں بھی فرق نہیں کیا، انہوں نے یہ کہا، انہوں نے یہ کہا، دونوں قولوں میں کتنا فرق ہے۔ لیکن دونوں کے مرتبوں میں بھی تو فرق ہے۔ (الملفوظ/ج:۴/ص:۴۴)

## علامہ سید طحطاوی اور امام احمد رضا

فقہاء کرام کا ضابطہ ہے کہ جو چیز بیماری کے سبب جسم سے خارج ہو، اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ چنانچہ درمختار میں ہے:

**وکذا کل مایخرج من وجع ولو من اذن اوثدی اوسرہ**۔ یعنی نواقص وضو میں ہر وہ شے ہے کسی بیماری کے سبب سے خارج ہو۔ اگرچہ کان، پستان یا ناف سے ہی خارج ہو۔

اس قاعدہ پر علامہ سید طحطاوی نے یہ مسئلہ متفرع کیا کہ "زکام سے وضو ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ زکام میں بیماری کے سبب پانی ناک سے خارج ہوتا ہے۔" چنانچہ درمختار کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

**ظاہرہ یعمہ الانف اذا زکم** یعنی اس عبارت کا ظاہر ناک کو بھی شامل ہے جبکہ زکام ہو جائے۔

مگر قربان جائیے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات پر کہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "زکام سے وضو نہیں ٹوٹتا۔" اور سید احمد طحطاوی پر یہ بات مخفی رہ گئی کہ فقہاء کا مذکورہ

قاعدہ مطلقاً نہیں ہے بلکہ اس صورت میں ہے جب بیماری کے سبب سے جو چیز بدن سے خارج ہو تو اس میں خون یا پیپ کی آمیزش کا شائبہ ہو۔ چنانچہ منیہ، غنیۃ، حلیہ، تحفہ، کافی، بحر الرائق، تبیین الحقائق، خلاصہ وجیز، فتح القدیر وغیرہ کتب فقہ میں اس تقیید پر تصریح موجود ہے۔ قاعدہ مذکورہ کی وضاحت کے علاوہ اعلیٰ حضرت نے زکام سے وضو نہ ٹوٹنے پر دو مستقل دلیلیں ارقام فرمائیں، ہم ان کی تلخیص ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

۱- فقہاء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ بلغمی رطوبات خواہ دماغ سے نازل ہوں، یا پیٹ سے صاعد ہو، طاہر ہیں، ان کا خروج نقص وضو نہیں ہے اور زکام میں ناک کے راستے سے بلغمی رطوبات کا اخراج ہوتا ہے پس ان کا خروج نقص وضو کا سبب نہیں ہے۔

۲- فقہاء کرام کا قاعدہ ہے کہ نجاست کا خروج موجب حدث ہے۔ اور جو نجس بالخروج نہ ہو وہ حدث نہیں ہے۔ اور زکام کی رطوبات چونکہ نجس بالخروج نہیں ہے، اس لئے وہ موجب حدث نہیں ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ/ جلد اول/ ص: ۳۴-۴۰)

## علامہ شامی اور امام احمد رضا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات ظاہری میں اذان دی ہے یا کہ نہیں، بعض علماء نے کہا کہ آپ نے ایک مرتبہ سفر میں اذان دی تھی۔ کیونکہ امام ترمذی کی روایت سے اسی طرح ثابت ہے اور بعض علماء نے اس استدلال کو رد کر دیا۔ کیونکہ طریق ترمذی سے امام احمد نے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو اذان کا حکم دیا تھا۔ پس روایت ترمذی میں حضور کی طرف اذان کا اسناد الی السبب کے قبیل سے ہے۔ لہٰذا آپکا اذان دینا ثابت نہ ہوا۔ چنانچہ علامہ شامی رد المحتار/ جلد: ۱/ص: ۳۷۲ پر فرماتے ہیں کہ:

> ''عام طور پر لوگ پوچھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اذان دی ہے یا نہیں۔'' اور امام ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سفر میں اذان دی تھی۔ اور اس پر امام نووی نے اعتماد

کیا، لیکن امام احمد نے اس طریق سے روایت کیا کہ حضور نے بلال کو اذان دینے کا امر فرمایا تھا۔ پس معلوم ہوا کہ روایتِ سابقہ کا بھی یہی محمل ہے۔"

اس مقام پر علامہ شامی نے ملا علی قاری اور دوسرے علماء کی طرح اس پر جزم کیا کہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان نہیں دی۔ اور ترمذی کی روایت اسنادِ مجازی ہے لیکن اعلیٰ حضرت کی تحقیق یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں ایک مرتبہ اذان دی ہے اور اس کو اسنادِ مجازی پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ تحفہ امام ابن حجر مکی میں ہے کہ:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سفر میں اذان دی تھی، اور اذان کے تشہد میں فرمایا کہ اشهد انی رسول الله (میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں) اور نص مفسر ہے کہ جو کسی تاویل کی گنجائش نہیں رکھتی، کیونکہ اگر آپ نے اذان خود نہ فرمائی ہوتی تو اشهد انی رسول الله کے بجائے اشهد ان محمد رسول الله کے الفاظ وارد ہوتے۔ اور علامہ شامی نے خود/جلد:۱/ص:۲۶۷ پر تحفہ کی اس روایت کو ذکر کرکے اس کی صحت کو بیان کیا ہے۔" (فتاوی رضویہ/جلد دوم/ص:۳۴۴)

## تطبیق بین الاقوال

وضو میں بلا سبب پانی خرچ کرنے کے بارے میں فقہاء متقدمین کی عبارتوں میں زبردست اختلاف اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ چنانچہ علامہ حلبی نے غنیہ میں اور علامہ طحطاوی نے شرح درمختار میں بلا سبب پانی خرچ کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔ مدقق علائی نے درمختار میں مکروہ تحریمی بتایا۔ بحر الرائق نے اس کو مکروہ تنزیہی قرار دیا ہے۔ محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں خلاف اولیٰ ہونے پر جزم کیا۔

غرض کہ اسراف فی الوضو کے بارے میں فقہاء کے چار ۴ قول ہیں، حرام، مکروہ

تحریمی، مکروہ تنزیہی اور خلاف اولیٰ۔ اور بظاہر یہ چاروں متضاد اقوال ہیں، جس کا اعلیٰ حضرت نے کمالِ تحقیق سے ان چاروں اقوال کے علیحدہ علیحدہ محمل بیان کئے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

حرام: وضو میں سنت سمجھ کر بلاضرورت پانی خرچ کیا جائے۔

مکروہ تحریمی: بلا اعتقادِ سنیت و بلاضرورت وضو میں پانی اس طرح خرچ کرے کہ وہ پانی ضائع ہو جائے۔

مکروہ تنزیہی: نہ تو سنیت کا عقیدہ ہو، نہ پانی ضائع کرنے کا ارادہ، لیکن عادتاً بلا ضرورت پانی خرچ کرتا ہو۔

خلافِ اولیٰ: نہ اعتقاد سنیت ہو، نہ اضاعت ہو، نہ بلاضرورت خرچ کرنے کی عادت ہو، نادراً بلاضرورت پانی خرچ کرے۔

اس تحقیق کے بعد مزید اضافہ کے طور پر فرمایا کہ، اگر ان چاروں وجہ کے علاوہ کسی غرض صحیح سے وضو میں تین تین دفعہ سے زیادہ پانی خرچ کیا، تو یہ بلاشبہ جائز اور صحیح ہے، اور اس کی چار۴ صورتیں بیان فرمائیں:

۱- بدن سے گندگی اور میل کا ازالہ اور تنظیف کی خاطر تین مرتبہ سے زیادہ دھویا جائے۔

۲- شدت گرمی سے بچنے اور بدن کو ٹھنڈک پہنچانے کی غرض سے تین بار میں زیادتی کی جائے۔

۳- دو۲ یا تین میں شک پڑ جائے تو ازالہ ریب کی خاطر مقدار اِقل پر بناء کر کے ایک بار اور دھوئے۔

۴- وضو نور علیٰ نور کے قصد سے تین مرتبہ سے زیادہ دھوئے......"

الغرض تطہیر کے قصد سے اگر تین مرتبہ دھونے پر زیادتی کرے تو اس کی چار۴ صورتیں ہیں، اور وہ حرام، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی، اور خلاف اولیٰ کا حکم رکھتی ہیں، اور ان صورتوں کے بغیر اگر غرض صحیح سے مطابق مؤخر الذکر چار صورتوں کے زیادتی کی جائے تو بلا کراہت

جائز اور بلا ریب صحیح ہے۔ (فتاویٰ رضویہ/جلد اول/ص:۱۶۶تا۲۰۸)

## امام احمد رضا اور مسئلہ تیمّم

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان اشیاء کا شمار پیش کیا جن سے سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں تیمّم کرنا جائز ہے۔ فقہ حنفی کی جملہ کتابوں سے ایسی تمام اشیاء کے نام لکھے اور ہر چیز کے ساتھ ان کتابوں کا حوالہ دیا جن میں اس چیز سے تیمّم کرنا جائز بتایا ہے، ایسی تمام اشیاء کا شمار چوہتر (۷۴) ہے۔

مگر قربان جائیے، فاضل بریلوی کی ذہانت پر کہ اپنی طرف سے ایک سو سات (۱۰۷) اشیاء کا اضافہ کیا جس سے تیمّم جائز ہے، اس طرح کل ملا کر ایک سو اکیاسی (۱۸۱) اشیاء ہوئیں جن سے تیمّم جائز ہے۔ اس کے بعد ان اشیاء کے نام مع حوالہ کتب میں پیش کیے جن سے تیمّم جائز نہ ہونے کی تصریح ہمارے ائمہ کرام کی مایہ ناز تصنیف میں بیان ہو چکی ہے جن کا شمار اٹھاون ۵۸ ہے مگر مجددِ مائۃ حاضرہ نے فراستِ ایمانی اور تائیدِ ربانی اور اپنی ذہانت سے بہتر (۷۲) اشیاء کا اضافہ کیا جن سے تیمّم جائز نہیں۔ اس طرح کل اشیاء کا شمار تین سو گیارہ (۳۱۱) ہوا۔ جن میں سے ۱۸۱ سے تیمّم جائز اور ۱۳۰ اشیاء سے تیمّم ناجائز ہے۔

## امام احمد رضا اور مسئلہ لمعہ

جنب نے بدن کا کچھ حصہ دھویا کچھ باقی رہا کہ پانی ختم ہو گیا۔ پھر حدث ہوا کہ، موجب وضو ہے۔ اب جو پانی ملے اسے وضو اور رفع حدث میں صرف کرے یا بقیہ جنابت کے دھونے میں، یہ مسئلہ لمعہ ہے۔ امام اہلسنّت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وہ تفصیلی تحقیق مع حوالہ جات بیان فرمائی کہ فقہ کی کسی کتاب میں اس کا چوتھائی حصہ بھی نہیں ملے گا۔ فقہ کی ہر کتاب میں لمعہ کی صورتیں مع احکام مندرج ہیں۔ سب سے زیادہ صورتیں شرح وقایہ کے اندر بیان ہوئی ہیں جن کا شمار پندرہ ۱۵ ہے۔

مگر قربان جائیے فاضل بریلوی کی ذاتِ گرامی پر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے امام

اہلسنت کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے کی شکل میں ظاہر کیا کہ، فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لمعہ کی اٹھیانویں (۹۸) صورتیں بیان کیں اور ہر ایک صورت کا مدلل شرعی حکم واضح کیا۔ چونکہ بعض صورتوں کا حکم ایک ہی جیسا ہے، لہٰذا اٹھیانویں (۹۸) صورتوں کے احکام کی تعداد تیس (۳۰) بیان فرمائی۔

## امام احمد رضا اور فن تکسیر

اعلیٰ حضرت کے شاگرد مولانا سید ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شاہ صاحب ملے، جن کا خیال تھا کہ فن تکسیر کا علم صرف مجھ کو ہے۔ دورانِ گفتگو مولانا بہاری نے ان سے دریافت کیا کہ، جناب! نقش مربع کتنے طریقے سے بھرتے ہیں؟ شاہ صاحب مذکورہ نے بڑے فخریہ انداز میں جواب دیا کہ سولہ ۱۶ طریقے سے، پھر انہوں نے مولانا بہاری سے پوچھا کہ، آپ کتنے طریقے سے بھرتے ہیں؟ مولانا نے بتایا کہ، الحمد للہ میں نقش مربع کو گیارہ ۱۱سو باون ۵۲ طریقے سے بھرتا ہوں، شاہ صاحب سن کر محوِ حیرت ہوگئے اور پوچھا کہ مولانا! آپ نے فن تکسیر کس سے سیکھا ہے؟ مولانا بہاری نے فرمایا: ''حضور پرنور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ سے۔''

شاہ صاحب نے دریافت کیا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نقش مربع کتنے طریقوں سے بھرتے تھے؟ مولانا بہاری نے جواب دیا کہ ''دو ۲ ہزار تین ۳ سو طریقے سے۔'' پھر تو شاہ صاحب نے ہمہ دانی کا دعویٰ دماغ سے نکال باہر کیا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، مولانا بدر الدین احمد/ص:۸۰)

## امام احمد رضا اور مسئلہ دافع البلاء

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلاؤں کو دور کرنے والے ہیں۔'' اس عنوان کے تحت فاضل بریلوی نے ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام ''اَلْاَمْنُ وَالْعُلٰی لِنَاعِتِی الْمُصْطَفٰی بِدَافِعِ الْبَلَاءِ''[1] ہے، جس میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے قرآن مجید کی ۶۰ آیات اور تین ۳ سو احادیث کریمہ سے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کو دافع البلاء کہنے کا اثبات واحقاق فرمایا ہے۔

[1] مطبوعہ دار الرضا دربار مارکیٹ لاہور

## امام احمد رضا اور مسئلہ فضیلتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

''فضیلت مصطفیٰ'' کے عنوان کے تحت فاضل بریلوی نے ''تَجَلِّي الْيَقِيْنِ بِاَنَّ نَبِيَّنَا سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ'' نامی کتاب تصنیف کی جس میں ڈھائی سو (۲۵۰) احادیثِ کریمہ سے سارے انبیاء ومرسلین علیہم السلام پر سرکارِ مجتبیٰ احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادتِ مطلقہ اور فضیلتِ کبریٰ کا اثبات فرمایا ہے۔

## امام احمد رضا اور مسئلہ ختم النبوۃ

اس عنوان کے تحت فاضل بریلوی نے ''جَزَاءُ اللّٰهِ عَدُوَّهٗ بِإِبَآئِهٖ خَتْمُ النُّبُوَّةِ''[۱] نامی کتاب لکھی، جس میں ایک سوتیس ۱۳۰ احادیثِ طیبہ سے حضورِ شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ثابت کیا ہے۔

## امام احمد رضا اور مسئلہ سجدۂ تعظیمی

اس عنوان پر فاضل بریلوی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ''اَلزُّبْدَةُ الزَّكِيَّةُ لِتَحْرِيْمِ سُجُوْدِ التَّحِيَّةِ'' ہے۔ جس میں سجدۂ تعظیمی کی حرمت پر چالیس ۴۰ احادیث صحیحہ سے استدلال فرمایا ہے۔

## امام احمد رضا اور مسئلہ صلہ رحمی

اس عنوان کے تحت فاضل بریلوی نے ''رَادُّ الْقَحْطِ وَالْوَبَاءِ بِدَعْوَةِ الْجِيْرَانِ وَمُوَاسَاةِ الْفُقَرَاءِ'' نامی کتاب لکھ کر اس میں (۶۰) احادیث صحیحہ سے صدقہ دینے کی فضیلت، صلہ رحمی کے فوائد، اور ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کی دنیوی اور اخروی برکتوں کی تفصیلات تحریر فرمائی ہیں۔

## مسئلہ نمازِ عید کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنا

اس عنوان پر ''سُرُوْرُ الْعِيْدِ فِيْ حِلِّ الدُّعَاءِ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِيْدِ'' نامی

---

[۱] مطبوعہ دار الرضا دربار مارکیٹ لاہور

کتاب لکھی جس میں (۳۸) حدیثوں سے نمازِ عید کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت پیش کیا ہے۔

## امام احمد رضا اور مسائل وفضائل داڑھی

اس عنوان کے تحت فاضل بریلوی نے "لَمْعَةُ الضُّحٰی فِیْ اِعْفَاءِ اللُّحٰی" نامی کتاب لکھی جس میں (۱۸) آیتیں، (۷۲) احادیث اور علماء متقدمین کے (۶۰) ارشادات سے داڑھی کے فضائل ومسائل کا ثبوت پیش کیا...... اختصار کی بناء پر صرف اتنے ہی مسائل پر اکتفا کر رہا ہوں، ورنہ فاضل بریلوی نے ہر عنوان پر ایک کتاب تصنیف کی ہے جس سے آپکا محقق ہونا ثابت ہوتا ہے۔

